حسین بن منصور حلاج اور ان کی صوفیانہ تعلیمات کا علمی و تحقیقی جائزہ

A Realistic Overview about Hussain bin Mansoor Hallaj and his teachings

*حارث اللہ

**ڈاکٹر ظفر حسین

Abstract

A Sufi poet, teacher and philosopher, Hallaj was executed on the orders of an Abbasside caliph for uttering these words, taken to mean Hallaj as claiming himself to be God. After more than a decade of imprisonment, Hallaj was eventually executed publically in Baghdad in the year 922.He is seen by many as a revolutionary writer and teacher of his time, when practices of mysticism were not meant to be shared publically. Yet he remains a controversial figure, revered by Rumi, hated by many, he was labeled an intoxicated Sufi and is still read today. After his arrest in Sūs and a lengthy period of confinement (c. 911–922) in Baghdad, al-Ḥallāj was eventually crucified and brutally tortured to death. A large crowd witnessed his execution. He is remembered to have endured gruesome torture calmly and courageously and to have uttered words of forgiveness for his accusers. In a sense, the Islāmic community (ummah) had put itself on trial, for al-Ḥallāj left behind revered writings and supporters who courageously affirmed his teachings and his experience. In subsequent Islāmic history, therefore, the life and thought of al-Ḥallāj has been a subject seldom ignored.Here we get a realistic overview about him and his teachings.

Key words: *Introduction, Date, birth, Place, Death, Story, Teachers, Cause, Tour, Position, Scholar.*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف (نام، نسب، لقب و کنیت) Introduction:

آپؒ کا نام حسین بن منصور، لقب حلاج اور کنیت ابو مغیث یا ابو عبد اللہ تھی۔

موضع و تاریخ پیدائش Birth place and date:

آپؒ کی ولادت بیضاء فارس کے ایک علاقے طور میں ہوئی، اور واسط یا تستر نامی شہر میں پرورش پائی[1]، نیز مؤرخین کے نزدیک آپؒ کی سن ولادت 858ء-244ھ ہے[2]۔

واقعہ و تاریخ وفات (شہادت) Death story and date:

علامہ ابن خلکانؒ (681ھ) اپنی کتاب "وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان" میں لکھتے ہیں: چوں کہ حاکمِ وقت مقتدر عباسی آپ کو قتل کر دیئے جانے کے احکامات جاری کر چکے تھے، لہذا آپ کو ذوالقعدہ کے اخیر میں سن 309ھ، دِن کے وقت بغداد کے چوراہے میں

*پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

**اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

لا کر پہلے کوڑے مارے گئے پھر آپ کے ہاتھوں اور پیروں کو کاٹا گیا بعد ازاں آپ کے سر کو تن سے جدا کر بغداد کے پُل پر لٹکا دیا گیا تھا، جب کہ آپ کے بقیہ جُثّہ کو آگ لگا کر راکھ کو دجلہ بُرد کر دیا گیا تھا[3]، اسی طرح آپؒ کی تاریخ شہادت بارے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (1394ھ) لکھتے ہیں: موّرخین اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ حسین بن منصور کی وفات یعنی واقعۂ شہادت 24 ذی قعدہ 309ھ میں ہے جس کو اہلِ یورپ نے 26 مارچ 922ء کے مطابق کہا ہے، لسان المیزان میں سالِ وفات 359ء غلط چھپ گیا ہے جو میرے خیال میں علامہ ذہبیؒ کی غلطی نہیں بلکہ بظاہر کاتب کی غلطی ہے[4]، نیز بعض محققین کا ماننا ہے کہ منصور حلاج کا یوں بے دردی سے قتل کیا جانا اُن کے شیخ عمرو بن عثمان مکیؒ کی بد دُعا کا نتیجہ تھا[5]، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مشائخ :Teachers

آپؒ کے مشائخِ کرام میں سہل بن عبد اللہ تستریؒ، عمرو بن عثمان مکیؒ اور جنید بن محمدؒ کافی مشہور ہیں۔[6]

حلاج کی وجہ تسمیہ :Hallaj's naming cause

یوں تو اُردو زبان میں "حلّاج" کے معنی دُھن کر بنولے نکالنے والے کو کہا جاتا ہے، جب کہ کہا جاتا ہے کہ آپؒ چوں کہ لوگوں کے اسرار بیان کر دیتے تھے یعنی گویا کہ آپؒ کو کشفِ ضمائر حاصل تھ، الھذا اسی بنا پر آپؒ کو حلّاج الاَسرار کہا جانے لگا، اور بعد میں آپؒ کو حلاج ہی کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔[7]

تبلیغی اسفار و طویل سیاحت :Preaching journeys and long tours

موّرخین نے لکھا ہے کہ آپؒ کو سیاحت کا بہت دینِ اسلام کی تبلیغ و ترویج کا انتہائی شغف تھا، لہذا اسی غرض کے حصول کی خاطر آپؒ نے کئی لمبے تبلیغی اسفار کیے، جن میں ہندوستان، خراسان، ترکستان، ماوراء النہر اور سفرِ چین قابلِ ذکر ہیں، اور اس کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ اہلِ ہند آپؒ کو مغیث، اہلِ خراسان آپؒ کو ممیز، اہلِ چین آپؒ کو مقیت، اہلِ فارس آپؒ کو ابو عبد اللہ زاہد، اہلِ خوزستان آپؒ کو شیخ حلاج الاَسرار، اہلِ بغداد آپؒ کو مصطلِم جب کہ اہلِ بصرہ آپؒ کو محیّر کہتے تھے۔[8]

اہلِ علم کے نزدیک آپؒ کا مقام و مرتبہ :Position in Scholar's eyes

تائیدی اقوال

1. خطیب بغدادیؒ (463ھ) لکھتے ہیں: متقدمین میں سے وہ علماء کہ جنہوں نے آپؒ کی تائید و تحسین کی ہے اُن میں سے ابو عباس بن عطاء بغدادیؒ، محمد بن خفیف شیرازیؒ (واضح رہے کہ محمد بن خفیف شیرازیؒ ایک بہت بڑے عالمِ ربانی اور سنّتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا شخصیت کے مالک تھے، لہذا ان کی جانب سے حلاج کی توثیق بمنزلۂ نص کے قرار دی جاسکتی ہے، چناں چہ علامہ سخاویؒ (902ھ) محمد بن خفیف کے بارے میں لکھتے ہیں: میں (محمد بن خفیف) جب بھی رسول اللہ ﷺ کی کسی سنّت عمل بارے سُنا تو فوراً ہی اُس پر عمل کرتا... الخ)[9]، اور ابراہیم بن محمد نصر آبادی نیشاپوریؒ پیش پیش ہیں جب کہ آپ سب نے نہ صرف حلاج کی تعلیمات کو قبول کیا بلکہ ان کے حال کو صحیح مانا اور ان کو محققین و ربّانیین میں سے شمار کیا ہے۔[10]
2. علامہ شمس الدین ذہبی (748ھ) لکھتے ہیں: ابن عطاء بغدادیؒ جو کہ بہت بڑے عابد و زاہد تھے، لیکن خود ابن عطاء بغدادیؒ پر بھی حلاج کا حال حاوی تھا اور ابن عطاء بغدادیؒ اُس کو درست قرار دیتے تھے[11]، جب کہ ابن ملقن (804ھ) نے اپنی کتاب "طبقات الاَولیاء" میں ابن عطاء بغدادیؒ کو اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں سے گردانا ہے۔[12]

3. آپؒ کے بارے میں امام ابو بکر شبلیؒ (334ھ) فرماتے ہیں: میں اور ابن منصور گویا کہ ایک ہی ہیں، مگر (فرق صرف یہ ہے) کہ انہوں نے (اپنے حال کو) ظاہر کر دیا اور میں نے چھپائے رکھا۔[13]
4. اسی طرح ابراہیم بن محمد نصر آبادی نیشاپوریؒ (375ھ) آپؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: انبیاء وصدقین کہ بعد اگر کوئی موحّد ہے تو وہ حلاج ہی ہے۔[14]
5. ابن حجر عسقلانیؒ (852ھ) نے اپنی کتاب "لسان المیزان" میں شیخ الاکبر ابن عربیؒ (638ھ) سے منسوب ایک قول آپؒ کے بارے میں نقل کیا ہے، جو کہ یوں ہے، "ابن عربیؒ (صاحب فصوص الحکم) حسین بن منصور حلاج کی بہت تعظیم کرتے تھے۔"[15]
6. علامہ جلال الدین رومیؒ (672ھ) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ع چوں قلم در دستِ غدار بود... لاجرم منصور بر دارِ بود[16]

یعنی جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہو گا، تو لا محالہ منصور سولی پر ہو گا۔

7. علامہ شیخ رشید احمد گنگوہیؒ (1905ء) آپؒ سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں: منصور مجبور تھے، بے ہوش ہو گئے تھے، اُن پر فتویٰ کفر کا دینا بے جا ہے، ان کے باب میں سکوت چاہیے، اُس وقت رفعِ فتنہ کے واسطے قتل کرنا ضرور تھا۔[17]
8. حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانویؒ (1943ء) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: میری رائے ابن منصور کے متعلق یہ ہے کہ وہ اہلِ باطل میں سے تو نہیں، اور ایسے اقوال (اور احوال جن سے ان کے صاحبِ باطل ہونے کا وہم ہوتا ہے) یا غلط ہیں، یا ماؤّل، یا قبل دخول فی الطریق ایسے حالات ہوں، مگر اس کے ساتھ ہی کاملین میں سے نہیں، مغلوب الحال ہیں، اس لیے معذور ہیں۔[18]

وہ علماء کہ جنہوں نے آپؒ کی مخالفت کی اُن میں سے

مخالف اقوال

1. علامہ ابن جوزی (597ھ) فرماتے ہیں: بے شک وہ (یعنی حسین بن منصور حلاج) جھوٹا باطل پرست تھا۔[19]
2. شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (728ھ) فرماتے ہیں: جمہور مشائخِ تصوف اور اہلِ علم کے نزدیک حلاج نیک لوگوں میں سے نہیں تھا بلکہ زندیق (بہت بڑا ملحد و گمراہ) تھا۔[20]
3. علامہ شمس الدین ذہبیؒ (748ھ) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں: زندیق ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے علم کی کوئی چیز روایت نہیں کی، اُس کی ابتدائی حالت اچھی تھی، عبادت گزاری اور تصوف کا اظہار کرتا تھا، پھر وہ دین سے نکل گیا، جادو سیکھا اور خرق عادت چیزیں لوگوں کو دکھائیں، علماء کرام نے فتویٰ دیا کہ اس کا خون (بہانا) جائز ہے۔[21]
4. حافظ بن حجر عسقلانیؒ (852ھ) لکھتے ہیں: حسین بن منصور حلاج کے بارے میں لوگوں کی مختلف آراہیں، جب کہ اکثر کے نزدیک وہ زندیق و گمراہ تھا۔[22]

آپؒ کی تعلیمات کا جامع خلاصہ: Teaching Summaries

عقیدۂ توحید

1. اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے حدوث کو لازم کر دیا ہے کیونکہ قدیم ہونا اس کے لیے مخصوص ہے۔

2. اللہ تعالیٰ پر نہ کوئی مکان فوق سایہ فگن ہے، نہ کوئی مکان تحت اس کو اُٹھائے ہوئے ہے، کوئی حد اس کے سامنے نہیں، اور نہ ہی کوئی قریب و نزدیک اس کا مزاحم ہے۔
3. اللہ تعالیٰ کے وصف کے لیے کوئی تعبیر نہیں، اس کے فعل کی کوئی علّت نہیں، اس کے وجود کی کوئی نہایت نہیں، اور نہ ہی اس کے فعل میں آلات و اسباب کی احتیاج ہے۔
4. اس کا وجود ہی اس کا مثبت ہے اور اس کی معرفت یہ ہے کہ اس کو واحد جانو، اور توحید یہ ہے کہ مخلوق سے اس کو ممتاز سمجھو، جو کچھ وہم کے تصور میں آتا ہے وہ اس کے غیر کا ہے۔
5. اور جو چیز اسی (کے پیدا کرنے) سے پیدا ہوئی وہ اس میں کیونکر حلول کر سکتی ہے کیوں کہ حال و محل میں اتحاد ہوتا ہے اور حادث قدیم کے ساتھ متّحد نہیں ہو سکتا اور جس چیز کو اس نے نشوونما دیا اس کی طرف کیونکر پہنچ سکتی ہے آنکھیں اپنے اندر اس کو نہیں لے سکتیں اور نہ ہی گمان اس کے پاس تک پہنچ سکتا ہے۔
6. اس کا قرب یہ ہے کہ مکرّم بنادے، اور بُعد یہ ہے کہ ذلیل کر دے، اس کی بلندی پڑھائی کے ساتھ نہیں اور اس کا آنا بدون انتقال ہے۔
7. وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، قریب بھی ہے اور بعید بھی، اس کی مثال مثل کوئی شے نہیں، وہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔[23]

ابنِ منصور کا عقیدۂ توحید اور کلمہ أنا الحق کی توجیہ

اس بارے میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: یہ ہے حسین بن منصور کا عقیدۂ توحید، جس کا لفظ لفظ کتاب و سنّت اور مذہبِ سلف صالح کی پُر شوکت تفسیر ہے، جس میں صاف تصریح ہے کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا اختلاط و امتزاج نہیں ہو سکتا، نہ حلولاً نہ اتحاداً۔ پس ایسے شخص کی زبان سے اگر کسی وقت أنا الحق نِکل گیا ہو، تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے کو خُدا کہتا تھا، کیونکہ انسان کا حادث ہونا ظاہر ہے اور ابن منصور کے عقیدے میں حادث محتاج قدیم سے متّحد نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کے قول کی تاویل ضروری ہے، اور اس کی ایک تاویل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس وقت ابن منصور کی زبان کلامِ حق کی ترجمان تھی، ان کی زبان سے اسی طرح أنا الحق نِکلا تھا، جیسا شجرۂ موسیٰ سے إنّی أنا اللہ ربّ العالمین کی آواز آئی تھی، ظاہر ہے کہ درخت نے اپنے کو اللہ رب العالمین نہیں کہا تھا، بلکہ اس وقت وہ کلامِ الٰہی کا ترجمان تھا اسی طرح ابن منصور کے متعلق بھی خیال کیا جاتا ہے، اور غلبۂ حالات و واردات میں بارہا ایسا ہوتا ہے کہ عارف کی زبان سے اللہ تعالیٰ تکلم فرماتے ہیں، جس کو سالکین اصحاب حال سمجھ سکتے ہیں، پس یہ تو مسلم ہو سکتا ہے کہ ابن منصور کی زبان سے أنا الحق نِکلا ہو، مگر یہ مسلم نہیں کہ ابن منصور نے خود أنا الحق کہا تھا۔[24]

مقامِ معرفت اور علامتِ عارف

آپؒ کا فرمان ہے کہ جب بندہ مقامِ معرفت تک پہنچ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اپنے خواطر (اصطلاح تصوف میں خاطر وہ خطاب ہے جو کہ دِل پر وارد ہوتا ہے) کا الہام اُسے فرماتے ہیں، اور اس کے باطن کو غری خاطرِ حق کے گذرنے سے محفوظ کر دیتے ہیں، جب کہ عارف کی علامت یہ ہے کہ (اغراضِ) دنیا و آخرت دونوں ہی سے (اس کا دِل) خالی ہو جائے۔

مرید کی تعریف

فرمایا کہ جو اپنے اوّل قصد ہی سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، پر اِدھر اُدھر مائل نہ ہے یہاں تک واصل ہو جائے۔

تصوف کا ادنیٰ درجہ

جب آپؒ کو سولی پر چڑھایا جا رہا تھا تو کسی نے پوچھا کہ تصوف کا ادنیٰ درجہ کونسا ہے، تو آپؒ نے فرمایا کہ جو تم دیکھ ہی رہے ہو (یعنی یہ کہ تم دیکھ رہے ہو کہ مجھے ناحق سولی دی جا رہی ہے، لیکن یہی رضا بالقضاء ہی دراصل تصوف کا ادنیٰ درجہ ہے، واللہ تعالیٰ اَعلم)

کمالِ توکل

آپؒ کا فرمان ہے کہ سچّا متوکل اس حالت میں نہیں کھاتا کہ بستی میں اس سے زیادہ اس کھانے کا کوئی مستحق (اس کو معلوم) ہو۔

صوفی کی تعریف

فرمایا کہ صوفی کی ذات تنہا (سب سے الگ) ہوتی ہے، اُسے کوئی قبول نہیں کرتا، نیز وہی اللہ کا پتہ دینے والا اللہ کی طرف اشارہ کرنے والا ہوتا ہے۔

ابنِ منصور حلاج کی آخری وصیت

ابو العباس رازی کہتے ہیں: میرا بھائی حسین بن منصور کا خادم تھا، جب وہ رات آئی جس صبح ان کے قتل کے لیے مقرر تھی، اس نے عرض کیا حضرت! مجھے کچھ وصیّت فرمایئے، آپؒ نے کہا کہ اپنے نفس کی نگہداشت رکھو، اگر تم اسے حق (یادِ باری تعالیٰ و اطاعتِ دین) میں نہ لگاؤ گے تو وہ تم کو حق تعالیٰ سے دور کر دے گا (یعنی تمہیں خواہشات میں لگا دے گا، واللہ تعالیٰ اَعلم)[25]

جائزہ و نتائج: Consequences

1. حسین بن منصور حلاج ایک کامل ولی اللہ اور متبحر عالم تھے۔
2. کامل مشائخ کی نگرانی میں رہتے ہوئے علم وورع کے بلند مقام پر فائز رہے، نیز اپنے دور اور مستقبل قریب حتیٰ کہ اب تک دنیائے تصوف پر آپؒ کی تعلیمات کا رنگ غالب ہے۔
3. عقیدۂ توحید بارے آپؒ کی جو آرا اہلِ علم سے منقول ہیں جس کا ایک مختصر سا خلاصہ اوپر گزر چکا، اہلِ سنّت والجماعت کے عقیدۂ توحید کی عین ترجمان ہے۔
4. علامہ ابن الجوزیؒ، ابن تیمیہؒ، شمس الدین ذہبیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا آپؒ کے بارے میں جرح نقل کرنا یا تو خود ضعیف اسناد کا پتہ دیتی ہے یا یہ کہ اس کا سبب تعصب و تشدد ہے، جو کہ جرح مبہم کے مترادف ہوگا، اور یہ اس لیے کہ حلاج پر جرح کرنے والوں کی تعداد اتنی نہیں کہ جتنی تعداد معدّلین کی ہے، نیز جرح کرنے والے اکثر متاخرین میں سے ہیں جب کہ معدّلین میں سے اکثر ہمعصر اور متقدمین ہیں۔
5. ہاں اگر مان بھی لیا جائے کہ جرح درست ہے تب بھی کثیر التعدیلات ہونے کی بناء پر آپؒ کے تکفیر بارے فتویٰ لگانا انتہائی نامناسب اور عدمِ تفقہ کی دلیل ہے۔

کتابیات

1. أبو بكر ،أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي ،الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) ، تاريخ بغداد،المحقق: الدكتور بشار عواد معروف،الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت

2. أبو العباس ،شمس الدين ،أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان ،البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ)،وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان،المحقق: إحسان عباس،الناشر: دار صادر – بيروت

3. مولانا، عثمانی ،ظفر احمد(1394ھ) ،سیرت منصور حلاج

4. الشعراني، أبو محمد ،عبد الوهاب بن أحمد بن علي الحنفي، نسبه إلى محمد ابن الحنفية(المتوفى: 973 هـ)،الطبقات الكبرى = لواقح الأنوار في طبقات الأخيار،مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه، مصر

5. شمس الدين، أبو الخير، محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي (المتوفى: 902هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي،المحقق: علي حسين علي،الناشر: مكتبة السنة – مصر

6. شمس الدين ،أبو عبد الله ،محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ) ،سير أعلام النبلاء،الناشر: دار الحديث- القاهرة

7. إبن الملقن ،سراج الدين، أبو حفص، عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (المتوفى: 804هـ) ،طبقات الأولياء،المحقق: نور الدين شريبه من علماء الأزهر،الناشر: مكتبة الخانجي، بالقاهرة

8. أبو الفضل ، العسقلاني ،أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر (المتوفى: 852هـ)، لسان الميزان،المحقق: دائرة المعرف النظامية – الهند،الناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت

9. مولانا،رومی ،جلال الدین،محمد بن محمد بن حسین بہاء الدین بلخی(672ھ)، مثنوی مولوی معنوی،حامد اینڈ کمپنی، اُردو بازار- لاہور،پاکستان

10. مفتی،گنگوہی،رشید احمد(1905ء)،فتاویٰ رشیدیہ،مطبوعہ مراد آباد، انڈیا

11. جمال الدين ،أبو الفرج ،عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ)،المنتظم في تاريخ الأمم والملوك،المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا،الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

12. شيخ الإسلام،أبو العباس، ابن تيمية، تقي الدين ،أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام ابن عبد الله بن أبي القاسم الخضر النميري الحراني الدمشقي الحنبلي(728هـ)، مجموع فتاوى،وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد السعودية - مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

13. شمس الدين ،أبو عبد الله ،محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)،ميزان الاعتدال في نقد الرجال،تحقيق: علي محمد البجاوي الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت – لبنان

14. القشيري ،عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك (المتوفى: 465هـ)، الرسالة القشيرية،تحقيق: الإمام الدكتور عبد الحليم محمود، الدكتور محمود بن الشريف،الناشر: دار المعارف، القاهرة

حواشی و حوالہ جات

[1]-أبو بكر ،أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي ،الخطيب البغدادي (المتوفى: 463هـ) ، تاريخ بغداد،المحقق: الدكتور بشار عواد معروف،الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت،الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002 م،ج8،ص688،رقم4185

[2]-https://www.azzaman.com

[3]-أبو العباس ،شمس الدين ،أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان ،البرمكي الإربلي (المتوفى: 681هـ)،وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان،المحقق: إحسان عباس،الناشر: دار صادر – بيروت،ج2،ص145،رقم189

[4]-مولانا، عثمانی، ظفر احمد(1394ھ)،سیرت منصور حلاج،ص230

[5] -الشعراني، أبو محمد ،عبد الوهاب بن أحمد بن علي الحنفي، نسبه إلى محمد ابن الحنفية(المتوفى: 973 هـ)،الطبقات الكبرى = لواقح الأنوار في طبقات الأخيار،مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه، مصر،الطبعة: 1315 هـ = 1897 م ،ج1،ص13

6 -تاريخ بغداد للخطيب ، ج8،ص688،رقم4185

7 - تاريخ بغداد للخطيب ، ج8،ص690،رقم4185

8 - تاريخ بغداد للخطيب ، ج8،ص691،رقم4185

9 -شمس الدين، أبو الخير، محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي (المتوفى: 902هـ)، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي،المحقق: علي حسين علي،الناشر: مكتبة السنة – مصر،الطبعة: الأولى، 1424هـ / 2003م، ج3،ص283

10 - تاريخ بغداد للخطيب ، ج8،ص688،رقم4185

11 -شمس الدين ،أبو عبد الله ،محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ) ،سير أعلام النبلاء،الناشر: دار الحديث- القاهرة،الطبعة: 1427هـ-2006م، ج11،ص157،رقم2679

12 -إبن الملقن ،سراج الدين، أبو حفص، عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري (المتوفى: 804هـ) ،طبقات الأولياء،المحقق: نور الدين شريبه من علماء الأزهر،الناشر: مكتبة الخانجي، بالقاهرة،الطبعة: الثانية، 1415 هـ - 1994 م،ص59

13 - تاريخ بغداد للخطيب ، ج8،ص699،رقم4185

14 - أيضاً

15 - أبو الفضل ، العسقلاني ،أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر (المتوفى: 852هـ)، لسان الميزان،المحقق: دائرة المعرف النظامية – الهند،الناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت – لبنان،الطبعة: الثانية، 1390هـ /1971م، ج2، ص315۔

16 - مولانا،رومی،جلال الدین، محمد بن محمد بن حسین بہاءالدین بلخی(672ھ)،مثنوی مولوی معنوی،حامد اینڈ کمپنی،اُردو بازار-لاہور،پاکستان،دفتر دوم،ص41

17 - مفتی، گنگوہی،رشید احمد(1905ء)،فتاویٰ رشیدیہ،مطبوعہ مراد آباد،انڈیا،ج1،ص9

18 -مولانا،عثمانی،ظفر احمد(1394ھ)،سیرت منصور حلاج،ص88

19 -جمال الدين ،أبو الفرج ،عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ)،المنتظم في تاريخ الأمم والملوك،المحقق: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا،الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م، ج13،ص206،رقم2179

20 -شيخ الإسلام،أبو العباس، ابن تيمية، تقي الدين ،أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام ابن عبد الله بن أبي القاسم الخضر النميري الحراني الدمشقي الحنبلي(728هـ)، مجموع فتاوى،وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد السعودية - مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف،سنة النشر: 1425 هـ – 2004م، ج8،ص318

21 -شمس الدين ،أبو عبد الله ،محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)،ميزان الاعتدال في نقد الرجال،تحقيق: علي محمد البجاوي الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1382 هـ - 1963 م، ج1،ص548،رقم2059

22 - لسان الميزان لإبن حجر العسقلانى،ج2،ص314،رقم1286

23 -القشيري ،عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك (المتوفى: 465هـ)، الرسالة القشيرية،تحقيق: الإمام الدكتور عبد الحليم محمود، الدكتور محمود بن الشريف،الناشر: دار المعارف، القاهرة،ج1،ص21

24 -مولانا،عثمانی،ظفر احمد(1394ھ)،سیرت منصور حلاج،ص50

25 - الشعراني،الطبقات الكبرى ،ج1،ص14